باب-02

توحید

☆ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ -

ترجمہ: اللہ اور فرشتے اور اہلِ علم سب گواہی دیتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں وہ عدل پر قائم ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں وہ عزیز و حکیم ہے۔ (سورۃ اٰل عمران: آیت 18)

☆ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ .

ترجمہ: اور تین نہ کہو (تین اللہ نہ کہو)۔ اپنی بھلائی کے لیے اس سے باز آجاؤ۔ سب کا معبود ایک اللہ ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کو اولاد ہو۔ (سورۃ النسآء: آیت 171 کا حصہ)

صاحبو! پہلے زمانے کے بت پرستوں کا یہ خیال تھا کہ ہر کام کے لیے ایک معبود ہے، ایک دیوتا ہے۔ مثلاً مکانات کے لیے زحل، جنگ کے لیے مریخ، علم کے لیے مشتری، موسیقی کے لیے زہرہ، انشاپردازی اور رسل و رسائل کے لیے عطارد۔ سورج کو وہ اپنا سب سے بڑا دیوتا سمجھتے۔ چاند میں ایک بوڑھی چرخہ کات رہی ہوتی۔ مشتری کو سعدِ اکبر (most favorable) اور زہرہ کو سعدِ اصغر یعنی promising خیال کرتے۔ جبکہ وہ زحل کو نحسِ اکبر یا very unlucky اور مریخ کو نحسِ اصغر یعنی ill-fated سمجھتے۔ ایک خدا کے کوئی قائل نہ تھے۔ اِس وقت بھی ہندوؤں کا مذہب قریب قریب یہی ہے۔ بعض خدا، جیو اور مادّہ اور آکاش کے قائل ہیں۔ اور بعض باپ، بیٹا اور روح القدس کے۔ اس قسم کے خیالات اب بھی باقی ہیں۔

وجود 'بالذات' تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اللہ کے سوا جو کچھ موجود ہے وہ 'بالعَرَض' (☆) ہے۔ جب ان سے کہا جاتا کہ 'ذات بالذات' اللہ کی، 'وجود بالذات' اللہ کا اور 'حیات بالذات' صرف اور صرف اللہ کی ہے تو ان غیر موحدوں کی سمجھ میں نہ آتا۔

(☆) بِالعَرَض: وہ چیز جو بذاتِ خود قائم نہ ہو بلکہ دوسری چیز کے ساتھ مل کر پائی جائے۔

Sidqui Publications

وہ یہ کہنے لگتے کہ کیا ایک اللہ یہ سب کام کرلیتا ہے۔۔۔؟ سورۃ صٓ کی آیت 5 کے مطابق وہ یہ بھی کہتے کہ **إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ**، یعنی یہ تو بڑے ہی اچنبھے کی بات ہے۔۔۔!

دوسری طرف سوفسطائی(sophist – fallacy philosopher)کا کہنا ہے کہ یہ دنیا سب جھوٹ ہے نِرا خیال ہے۔ غور کرو۔۔۔! دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہے کیا نِرا خیال ہے یا کچھ واقعیت بھی رکھتا ہے؟ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں کیا سب بالعرض ہی بالعرض ہیں یا ان میں کوئی بالذات بھی ہے؟۔۔۔ ہمارے پاس کوئی بالعرض، بغیر بالذات کے نہیں ہو سکتا۔ اور وہ بالذات کون ہے؟۔۔۔ وہ خدا ہے جو ان سب سے جدا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ہی خود خدا کے وجود پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا وجود سراجِ منیر ہے، روشن چراغ ہے، واضح ہے۔ اس کو کسی دلیل کی روشنی میں دیکھنے کا ارادہ کرنا غلطی ہے، حماقت ہے۔

فرشتے چونکہ مادّیات سے پاک ہیں اس واسطے وہ اپنے پورے یقین کے ساتھ توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ جن انسانوں کو اللہ نے علمِ صحیح عطا فرمایا ہے وہ بھی توحید ہی کے قائل ہوں گے۔ مگر کوئی ان مادّہ پرستوں سے بھی پوچھے کہ سائنس کی رُو سے مادّہ کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ جس حال پر ہے اسی حال پر رہے گا۔ متحرک ہے تو متحرک ہی رہے گا تاوقت یہ کہ کوئی اس کو ساکن نہ کرے۔ اور اگر ساکن ہے تو ساکن ہی رہے گا جب تک کہ کوئی اس کو متحرک نہ کردے۔ کیونکہ اس کی یہ کیفیت اس کے خواص میں سے ہے۔ علم، ارادہ یا اختیاری حرکت تو مادّہ کی صفت ہی نہیں۔ علم، غیر مادّی صفت ہے اور اس کا ایسا ہونا ذاتِ حق کی طرف راستہ نکالتا ہے۔ دیکھو! گھروں میں نل کی ٹونٹیوں سے پانی کا نکلنا اس کے originیعنی reservoir کے پانی پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح ہم سب کا علم رکھنا، اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی ذات پر دلالت کرتا ہے، جبکہ خود اس کا علمِ ذاتی اس کی اپنی ذات بالذات پر دلیل ہے۔ تمام عالم پر کوئی غور کرے کہ اس کا کوئی نظام ہے بھی یا یوں ہی گڑبڑ کے ساتھ یہ دنیا چل رہی ہے۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے ایک مکمل نظام کے تحت ہو رہا ہے۔ اس پر سب کو اتفاق ہونا چاہیے کہ دنیا میں کوئی چیز اتفاقی یعنی by chance نہیں۔ سب قدرت کے قانون کے تحت ہو رہا ہے۔ رب العالمین، تختِ عدالت پر قائم ہے۔ کتنی بڑی ناانصافی ہوگی اگر کوئی اس کو ناانصاف سمجھے۔ وہ حق ہے۔ اس کا ہر کام حق ہے اور عین حکمت کے مطابق بھی۔ **لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ۔**

دیکھو! خطِ مستقیم ایک ہوتا ہے اور منحنی خطوط کئی ہو سکتے ہیں۔ صراطِ مستقیم اور مذہبِ حق بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ صراطِ مستقیم چونکہ چھوٹا بھی ہوتا ہے اس لیے اس کا طے کرنا آسان ہوتا ہے۔ تمام مذاہبِ حق ایک ہی ہیں۔ تمام پیغمبروں نے توحید ہی کی تعلیم دی ہے۔ تمام پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کے متعلق جو کچھ فرمایا

Siddiqui Publications

اس سے پیغمبر اور سچے مذہب والے کو کچھ اختلاف نہیں۔ البتہ احکام، ضرورتوں کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔ حالات بدل جاتے ہیں تو احکام بھی بدل جاتے ہیں۔ مذاہبِ مختلفہ میں جو کچھ غلط فہمیاں ہو رہی ہیں ان کو اسلام صاف کر رہا ہے اور حقیقت کے منہ پر سے پردہ اٹھا رہا ہے۔

صاحبو! موجود بالذات جو اصلی وجود رکھتا ہے، اللہ ہے، جو ایک ہے۔ اللہ کے ساتھ اس کے اسماء و صفات بھی ہیں جو مستقل وجود نہیں رکھتے۔ یہ سمجھ میں بھی آنے کی چیز ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ نے تمام چیزوں کو جان کر پیدا کیا ہے، یہ نہیں کہ پیدا کرنے کے بعد جانا ہو۔ وہ تمام چیزیں جو پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھیں، ان کو حقائقِ اشیا، حقائقِ ممکنات، طبائع، جائزات یا اعیانِ ثابتہ کہتے ہیں۔ لیکن یہ معلوم چیزیں تمام کی تمام موجود نہیں ہو گئیں۔ بلکہ یہ صرف اسی وقت موجود ہوتی ہیں جب اللہ تعالیٰ ان کو "کُن" کا حکم دیتا ہے۔

عیسائیوں کے پاس (1) باپ، (2) بیٹا، اور (3) روح القدس کا تصور ہے۔ ہندوؤں کے پاس (1) خدا، (2) مادّہ اور (3) جیو ہے۔ اور بعض کے پاس آکاش یعنی وسعتِ علم بھی ہے۔ تحقیق نہ رکھنے اور غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے یہ تثلیث (trinity) کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ اللہ کو وہ باپ کہتے ہیں۔ عینِ ثابت کو بیٹا اور حقائقِ اشیا کو مادّہ کہتے ہیں۔ تجلیٔ اسماء کو روح القدس اور جیو کہتے ہیں۔ وسعتِ الٰہی کو آکاش اور خلو کہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ، یعنی تم اس تثلیث کے گورکھ دھندے سے نکلو (سورۃ النسآء: آیت 171)، یہ تمھارے لیے خیر ہو گا۔ تم کو ایک خدا بس ہے۔ وہی کارساز ہے۔ یاد رکھو! جس کا وجود، بالذات نہیں، اس کی حرکت بالذات کیسے ہو گی؟ یہ جان لو کہ تم کو اور تمھارے تمام کاموں کو خدا ہی نے پیدا کیا۔

بُت پرست دیو کے بھی قائل ہیں اور دیوی کے بھی۔ ان کے پاس ہر کام کے لیے ایک بُت ہے۔ انہوں نے عالمِ مثال میں کچھ دیکھ لیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات کی تجلی ہو گئی۔ بس قیامت ہی ہو گئی! عمر بھر اسی کو پکڑ کر بیٹھ گئے۔ دوسرے ہزارہا تجلیات ہوں۔ یہ کب مانتے ہیں! بس ایک صورت کو پکڑ لیا اور لگے اس کو پوجنے۔ ایک صورت کو ماننا، اور دوسری صورتوں سے انکار۔۔۔! جو مرد دانا ہوتا ہے شعور رکھتا ہے، ہزاروں صورتیں دیکھتا ہے لیکن کسی ایک صورت پر اَڑ نہیں جاتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ اس کی تازہ تجلی دیکھنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ اور ہمیشہ کہتا ہے۔

یہ سب روپ تیرے ہیں، تو بہروپیا ہے
تو ہر رنگ میں رہ کے سب سے جدا ہے

Siddiqui Publications

الغرض ، وجودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ نہ اس سے پہلے کوئی ہے اور نہ کوئی اس کے بعد۔ نہ اس کا کوئی مثل ہے نہ اس کے مقابل۔ اس کا کوئی کفو نہیں۔ وہ بے مثل ہے ، بے نظیر ہے۔ وہ **وَحْدَہ لاَ شَرِیْکَ لَہ** ہے۔ دوسری طرف ہمارا وجود ، بالعرض ہے ، **ممکن** ہے بلکہ عدم ہے۔ جو کچھ ہے وہ وجود ہی کا کرشمہ ہے۔ علم کے مطابق قدرت کا تماشہ ہے۔ **ممکن** ، جس کا وجود و عدم برابر ہے وہ نہ پہلے کچھ تھا نہ اب کچھ ہے اور نہ آئندہ کچھ ہو گا۔ ہماری بالعرض پر کچھ ایسی نظر جم سی گئی ہے کہ بالذات کی طرف راستہ ہی نہیں ملتا۔۔۔!

باب وحدت کا بن گیا درباں
وہمِ باطل بھی کیا قیامت ہے

لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ ، یہ ہے تعلیم **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ** کی۔
اور توحید ہی مسلمانوں کا اصلِ اصول ہے۔ اسی پر ہمیشہ قائم رہنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَاَلْحِقْنَا بِا لصّٰلِحِیْنَ۔
اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًا۔ وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَہ۔ وَاَرِنَا ا لْبَاطِلَ بَاطِلاً ۔ وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابہ۔

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ3 صفحہ86 تا88 پارہ6 صفحہ19 تا21 پارہ23 صفحہ74 پارہ26 صفحہ48
پارہ27 صفحہ34 اور پارہ30 صفحہ197 }

Siddiqui Publications